قرآنی واقعات

10-June-2021

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Brothers)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

نَوَیْتُ سُنَّتَ الاعتکاف (ترجمہ: میں نے سُنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعتکاف کی نِیَّت کرلیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ یادرکھئے! مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سحری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، البتہ اگر اِعتکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں جائز ہوں گی۔ اِعتکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ کریم کی رِضا ہو۔ "فتاویٰ شامی" میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعتِکاف کی نِیَّت کرلے، کچھ دیر ذِکرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھا پی یا سو سکتا ہے)

دُرُودِ پاک کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَلْقَی اللّٰہَ غَداً رَاضِیاً، فَلْیُکْثِرِ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ

یعنی جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اللہ پاک اُس سے راضی ہو تو اُسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھے۔

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، الباب السادس فی الصلاۃ علیہ۔۔۔الخ، 1/ 255، حدیث:2226)

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّیَّۃُ الصَّادِقَۃُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ باادب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ترمذی شریف کی حدیثِ پاک ہے، نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتابُ اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، تم سے بعد کے واقعات کی بھی اور تمہارے آپس کے فیصلے ہیں۔ (ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل القرآن، 4/ 414، حدیث: 2915) حضرت عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآنِ کریم ہر نافع عِلْم پر مشتمل ہے یعنی اس میں گزشتہ واقعات کی خبریں اور آئندہ ہونے والے واقعات کا عِلْم موجود ہے، ہر حلال و حرام کا حکم اس میں مذکور ہے اور اس میں ان تمام چیزوں کا عِلْم ہے جن کی لوگوں کو اپنے دُنیوی، دینی، معاشی

---

[1]... جامع صغیر، صفحہ: 81، حدیث: 1284۔

اور اُخروی مُعامَلات میں ضرورت ہے۔(تفسیر ابن کثیر، پ14، النحل، تحت الآیۃ:89، 4/510)

اَلْحمدُلِلّٰہ ہمارے آج کے بیان کا موضوع بھی "قرآنی واقعات" پر مشتمل ہے جس میں ہم چند دلچسپ قرآنی واقعات سُنیں گے۔ پورا بیان توجہ کے ساتھ سننے کی درخواست ہے۔ آیئے! سب سے پہلے دو ایمان افروز قرآنی واقعات سُنتے ہیں، چنانچہ

حضرتِ عُزَیر علیہ السلام کا واقعہ

جب بُخت نصر بادشاہ نے بیتُ المقدِس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل و غارت گری کر کے تباہ کر ڈالا تو ایک مرتبہ حضرت عُزیر علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا، آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا، آپ ایک گدھے پر سُوار تھے، تمام بستی میں پھرے لیکن کسی شخص کو وہاں نہ پایا، بستی کی عمارتیں گری ہوئی تھیں، آپ نے تعجب سے کہا: "اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا"[1] (ترجمۂ کنز العرفان: اللہ پاک انہیں ان کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟) اس کے بعد آپ نے اپنی سُواری کے جانور کو وہاں باندھ دیا اور خود آرام فرمانے لگے، اسی حالت میں آپ کی رُوح قَبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا۔

یاد رہے! یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے 70 برس بعد اللہ پاک نے ایران کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو غلَبہ دیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیتُ المقدِس پہنچا، اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقے پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوبارہ یہاں آکر بیتُ المقدِس اور اس کے گرد و نواح میں آباد ہو گئے اور

1…پ3، البقرۃ:259۔

ان کی تعداد بڑھتی رہی۔ اس پورے عرصے میں اللہ پاک نے حضرت عُزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا، جب آپ کی وفات کو 100 سال گزر گئے تو اللہ پاک نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم میں جان نہ آئی تھی۔ بقیہ جسم آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروبِ آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ پاک نے حضرتِ عُزیر علیہ السلام سے فرمایا: تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازے سے عرض کی: ایک دن یا اس سے کچھ کم وقت۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے۔ اللہ پاک نے فرمایا: تم یہاں 100 سال ٹھہرے ہو۔ اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھو کہ ویسا ہی صحیح سلامت باقی ہے، اس میں بو تک پیدا نہیں ہوئی اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کا کیا حال ہے! چنانچہ آپ نے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے، اس کا بدن گل گیا اور اَعضاء بکھر گئے ہیں، صرف سفید ہڈیاں چمک رہی تھیں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے، اعضاء اپنی اپنی جگہ پر آئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی گئی اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور آواز نکالنے لگا۔ آپ نے اللہ پاک کی قدرت کا مُشاہَدہ کیا اور فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادِر ہے یعنی یقین تو پہلے ہی تھا، اب عینُ الیقین حاصِل ہو گیا۔ پھر آپ اپنی اس سُواری پر سُوار ہو کر اپنے محلے میں تشریف لائے، اس وقت سرِ اقدس اور داڑھی مبارَک کے بال سفید تھے جبکہ عمر وہی 40 سال کی تھی اور کوئی آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے،

ایک کمزور بڑھیا ملی جو نابینا ہوگئی تھی، وہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: یہ عُزیر کا مکان ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ لیکن عُزیر کہاں ہے؟ انہیں تو غائب ہوئے 100 سال گزر گئے۔ یہ کہہ کر وہ خوب روئی۔ آپ نے فرمایا: میں عُزیر ہوں۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پاک نے مجھے 100 سال موت کی حالت میں رکھ کر پھر زندہ کیا ہے! اس نے کہا: حضرت عُزیر علیہ السلام مُستَجابُ الدَّعْوات تھے، جو دعا کرتے قَبول ہوتی تھی، آپ دعا کیجئے: میری آنکھیں دوبارہ دیکھنا شروع کر دیں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں، آپ نے دعا فرمائی تو وہ عورت بینا ہوگئی۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: خدا کے حکم سے اُٹھ۔ یہ فرماتے ہی اس کے معذور پاؤں دُرست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بے شک حضرتِ عُزیر (علیہ السلام) ہیں۔ وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلے میں لے گئی، وہاں ایک محفل میں آپ کے بیٹے موجود تھے جن کی عمر 118 سال کی ہو چکی تھی، وہیں آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے۔ بڑھیا نے محفل میں پکارا: یہ حضرت عُزیر علیہ السلام تشریف لائے ہیں! محفل والوں نے اس عورت کو جھٹلایا تو اس نے کہا: مجھے دیکھو، ان کی دعا سے میری حالت ٹھیک ہو گئی ہے! لوگ اُٹھے اور آپ کے پاس آئے، آپ کے بیٹے نے کہا: میرے والد صاحب کے کندھوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال یعنی چاند تھا، جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا، نیز اس زمانے میں توریت کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا تھا، کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا۔ آپ نے تمام توریت زبانی پڑھ

دی۔ایک شخص نے کہا: مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا ہے کہ بُخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاری کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتا مجھے معلوم ہے۔ چنانچہ اس پتے پر کوشش کر کے توریت کا وہ دفن شدہ نسخہ نکالا گیا اور حضرت عُزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حَرُف کا فرق نہ تھا۔(تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:259/1، 390تا392)

اس واقعے کو اللہ پاک نے پارہ3سورہ البقرۃ کی آیت نمبر259میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

(پ۳، البقرۃ: ۲۵۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس شخص نے کہا: اللہ انہیں ان کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اُسے سو سال موت کی حالت میں رکھا پھر اسے زندہ کیا (پھر اس شخص سے) فرمایا: تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟ اس نے عرض کی: میں ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم وقت ٹھہرا ہوں گا۔ اللہ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تو یہاں سو سال ٹھہرا ہے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بیان کردہ واقعے کے تحت مکتبۃ المدینہ کی کتاب ''عجائب القرآن مع غرائب القرآن'' میں لکھا ہے: ایک ہی جگہ پر ایک ہی آب و ہوا میں حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا تو مر کر گل سڑ گیا اور اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئیں مگر پھلوں اور شیرہ انگور اور خود حضرت عزیر علیہ السلام کی ذات میں کسی قسم کا کوئی تَغَیُّر نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ 100 برس میں ان کے بال بھی سفید نہیں

ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی قبرستان کے اندر ایک ہی آب وہوا میں اگر بعض مُردوں کی لاشیں گل سڑ کر فنا ہو جائیں اور بعض بزرگوں کی لاشیں سلامت رہ جائیں اور ان کے کفن بھی میلے نہ ہوں ایسا ہو سکتا ہے، بلکہ بارہا ایسا ہوا ہے اور حضرت عُزیر علیہ السلام کا یہ قرآنی واقعہ اس کی بہترین دلیل ہے۔(مزید فرماتے ہیں:) بیتُ المقدِس کی تباہی اور ویرانی دیکھ کر حضرت عُزیر علیہ السلام غم میں ڈوب گئے اور فکر مند ہو کر یہ کہہ دیا کہ اس شہر کی بربادی اور ویرانی کے بعد کیونکر اللہ پاک اس شہر کو دوبارہ آباد فرمائے گا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے وطن اور شہر سے محبت کرنا اور اُلفت رکھنا صالحین (نیک بندوں) اور اللہ والوں کا طریقہ ہے۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص 51-52)

آیئے! اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بہت ہی ایمان افروز قرآنی واقعہ سُنئے چنانچہ

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اور چار پرندے

مفسرین نے لکھا ہے: سُمندر کے کنارے ایک آدمی مرا ہوا پڑا تھا، سُمندر کا پانی چونکہ چڑھتا اُترتا رہتا ہے۔ چنانچہ جب پانی چڑھا تو مچھلیوں نے اُس لاش کو کھایا اور جب پانی اُترا تو جنگل کے درندوں نے کھایا اور جب درندے چلے گئے تو پرندوں نے کھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مُردے کس طرح زندہ کیے جائیں گے؟ چنانچہ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے اللہ پاک! مجھے یقین ہے کہ تُو مُردوں کو زندہ فرمائے گا اور ان کے

اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں! حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو حضرت مَلَکُ الْمَوْت علیہ السلام اللہ پاک کی اجازت سے آپ کو یہ خوش خبری سنانے آئے۔ آپ نے خوش خبری سُن کر اللہ پاک کی حمد کی اور مَلَکُ الْمَوْت علیہ السلام سے فرمایا: اس خِلَّت یعنی خلیل بنائے جانے کی نشانی کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: دلیل یہ ہے کہ اللہ پاک آپ کی دعا قبول فرمائے گا اور آپ کے سُوال پر مُردے زندہ کرے گا، تب آپ نے یہ دعا کی: اے اللہ پاک! مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟ اللہ پاک نے فرمایا: کیا تمہیں اِس پر یقین نہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: کیوں نہیں؟ لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے کہ تو نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے، میری دعا قبول فرمائے گا اور میرے سُوال پر مجھے عطا فرمائے گا۔

(تفسیر خازن، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:260، 1/ 203-204)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرمائش پر حکمِ خداوندی ہوا: تم چار پرندے لے لو اور انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کرلو، پھر انہیں ذبح کرکے ان کا قیمہ آپس میں ملاکر مختلف پہاڑوں پر رکھ دو اور پھر انہیں آواز دو۔ ان میں ہر ایک اپنی پہلی والی شکل و صورت میں بن کر تمہارے پاس آجائے گا۔ چنانچہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لیے۔ ایک قول کے مطابق وہ مور، مُرغ، کبوتر اور کوّا تھے۔ آپ نے انہیں بحکمِ الٰہی ذَبح کیا، ان کے پَر اُکھاڑے اور قیمہ کرکے ان کے اَجزا باہم ملادیئے اور اس

مجموعے کے کئی حصے کرکے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا اور سب کے سر اپنے پاس محفوظ رکھے، پھر ان پرندوں کو آواز دے کر بُلایا۔ آپ کے بُلاتے ہی حکمِ الٰہی سے وہ اَجزا اُڑے اور ہر ہر جانور کے اَجزا علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور اپنے اپنے سروں سے مِل کر پہلے کی طرح مکمل ہوگئے۔

(تفسیر قرطبی، پ3البقرۃ، تحت الآیۃ:260، الجزء:2، 3/ 225تا228ماخوذاً)

اِس واقعے کو پارہ 3 سورۃُ البقرۃ کی آیت نمبر260 میں اللہ پاک نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ-قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْؕ-قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ-قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ (پ۳،البقرۃ:۲۶۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے رب! تو مجھے دکھادے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ اللہ نے فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ ابراہیم نے عرض کی: یقین کیوں نہیں مگر یہ (چاہتا ہوں) کہ میرے دل کو قرار آجائے اللہ نے فرمایا: تو پرندوں میں سے کوئی چار پرندے پکڑلو پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلو پھر ان سب کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں پکارو تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

دونوں واقعات سے حاصل ہونے والے نکات

علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثابت ہوگیا کہ مُردوں کو پُکارنا

شِرک نہیں کیونکہ جب مُردہ پرندوں کو اللہ پاک نے پُکارنے کا حکم فرمایا اور ایک جلیلُ القدْر پیغمبر نے ان مُردوں کو پُکارا تو ہرگز ہرگز یہ شِرک نہیں ہو سکتا کیونکہ خداوندِ کریم کبھی بھی کسی کو شِرک کا حکم نہیں دے گا، نہ کوئی نبی ہرگز ہرگز کبھی شِرک کا کام کر سکتا ہے۔ تو جب مَرے ہوئے پرندوں کو پُکارنا شِرک نہیں تو وفات پائے ہوئے خُدا کے ولیوں اور شہیدوں کو پُکارنا کیونکر شِرک ہو سکتا ہے! لہٰذا جو لوگ ولیوں اور شہیدوں کے پُکارنے کو شِرک کہتے ہیں اور یا غوث کا نعرہ لگانے والوں کو مُشْرِک کہتے ہیں اُنہیں تھوڑی دیر سر جُھکا کر سوچنا چاہئے کیا خبر اِس قرآنی واقعے کی روشنی میں اُنہیں ہدایت کا نُور نظر آجائے اور وہ اَہلِ سُنّت کے طریقے پر صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر چل پڑیں۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص58)

تصوّف کا ایک نکتہ

مزید فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو ذبح کیا ان میں سے ہر پرندہ ایک بُری خصلت میں مشہور ہے مثلاً مور کو اپنی شکل و صورت کی خوب صورتی پر گھمنڈ رہتا ہے، مُرغ میں کثرتِ شہوت کی بُری خصلت ہے، گدھ میں لالچ کی بُری عادت ہے جبکہ کبوتر کو اپنی بلند پروازی اور اُونچی اڑان پر غُرور ہوتا ہے۔ ان چار پرندوں کو ذَبح کرنے سے چاروں خصلتوں کو ذَبح کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ چاروں پرندے ذَبح کئے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مُردوں کے زندہ ہونے کا منظر نظر آیا اور ان کے دل میں نورِ اطمینان کی تجلی ہوئی جس کی بدولت انہیں نفسِ مُطْمَئِنَّہ کی دولت مل گئی، تو جو یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے اور اس کو نفسِ

مُطْمَئِنَّہ کی دولت نصیب ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ مُرغ ذَبح کرے یعنی اپنی شہوت پر چھری پھیر دے، مور کو ذَبح کرے یعنی اپنی شکل وصورت اور لباس کے گھمنڈ کو ذَبح کر ڈالے، گِدھ کو ذَبح کرے یعنی لالچ کا گلا کاٹ ڈالے اور کبوتر کو ذَبح کرے یعنی اپنی بلند پروازی اور اُونچے مَرتبوں کے غُرور پر چُھری چلادے۔ اگر کوئی ان چاروں بُری خصلتوں کو ذَبح کر ڈالے گا تو ان شاء اللہ وہ اپنے دل کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اس کو نفسِ مُطْمَئِنَّہ کی سرفرازی کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ (عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص59)

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

فرشتے مہمان بن کر آئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے۔ چنانچہ منقول ہے: جب تک آپ کے دستر خوان پر مہمان نہیں آجاتے تھے آپ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ (عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص383) ایک دن اللہ پاک کے معصوم فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں معزز مہمان بن کر حاضر ہوئے تھے۔ ان فرشتوں کی تعداد 10 یا 12 تھی اور ان میں حضرت جبریلِ امین علیہ السلام بھی شامل تھے۔ (جلالین، پ26، الذّٰریٰت، تحت الآیۃ: 24، ص433) انہوں نے کہا: سلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواب میں سلام فرمایا اور فرمایا: یہ اجنبی لوگ ہیں۔ یہ بات آپ نے دل میں فرمائی۔ سلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک موٹا تازہ اور نفیس بچھڑا بھون کر لے آئے، پھر اسے ان مہمانوں کے پاس رکھ دیا تاکہ اسے کھائیں۔ یہ

میزبان کے آداب میں سے ہے کہ مہمان کے سامنے کھانا پیش کرے۔جب اُن فرشتوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں؟ فرشتوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے اپنے دل میں ان سے خوف محسوس کیا۔(جلالین، پ26، الذّریٰت، تحت الآیۃ:25، 24، ص433 ملخصًا) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ فرشتے ہیں جو عذاب کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف دیکھ کر فرشتوں نے عرض کی: آپ ڈریں نہیں، ہم اللہ پاک کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس کے بعد ان فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک عِلْم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔(تفسیر خازن، الذّاریات، تحت الآیۃ:28، 26، 4/183، تفسیر نسفی، پ26، الذّاریات، تحت الآیۃ:28، 26، ص1169 ملخصًا)

چونکہ اس وقت آپ کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر 99 یا 90 سال جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک 100 یا 120 سال تھی، لہٰذا حضرت سارہ رضی اللہ عنہا عِلْم والے لڑکے کی خوشخبری سُن کر چِلّاتی ہوئی آئیں اور حیرت سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: میں تو بوڑھی ہوں! میں کیسے بچہ پیدا کر سکتی ہوں؟ فرشتوں نے کہا: جو بات ہم نے کہی آپ کے ربِّ کریم نے یونہی فرمایا ہے اور اللہ پاک اس بات پر قادر ہے جسے تم ناممکن سمجھ رہی ہو (یعنی وہ ربِّ کریم تمہیں اس عمر میں نعمتِ اولاد سے نوازنے پر قادر ہے۔) بے شک وہ اپنے کام میں حکمت اور علم والا ہے، نیز اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔(جلالین، الذّریٰت، تحت الآیۃ:30، 29، ص433- تفسیر نسفی، پ26، الذّریات، تحت الآیۃ:30، 29، ص1169)

اس واقعے کو اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں پارہ 26 سورۃ الذّٰرِیٰت کی آیت نمبر 24 تا 30 میں بیان فرمایا ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ﴿۲۶﴾

(پ ۲۶، الذاریات: ۲۴۔۲۶)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے حبیب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آئے تو کہا: سلام، (ابراہیم نے) فرمایا سلام اجنبی لوگ ہیں پھر ابراہیم اپنے گھر والوں طرف گئے تو ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔

بیان کردہ واقعے کے تحت شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفٰے اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس واقعے سے یہ ہدایت کی روشنی ملتی ہے کہ فرشتے کبھی کبھی آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے: حج کے موقع پر حَرَمِ کعبہ اور مِنٰی و عَرَفات و مُزْدَلفہ وغیرہ میں کچھ فرشتوں کی جماعت انسانوں کی شکل و صورت میں مختلف بھیس بنا کر آتی ہے جو حاجیوں کے امتحان کے لئے خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔ لہٰذا حُجاجِ کرام کو لازِم ہے کہ مکہ، مِنٰی، عَرَفات، مُزْدَلفہ، طوافِ کعبہ اور زیارتِ مدینہ کے ہجوم میں ہوشیار رہیں، ہرگز ہرگز کسی انسان کی بھی بے ادَبی و دل آزاری اور تاجروں یا فقیروں سے جھگڑا و تکرار نہ ہونے پائے کہ کیا خبر کہ وہ آدمی ہے یا آدمی کی صورت میں کوئی فرشتہ جو تمہیں دھکا دے کر یا ڈانٹ کر تمہاری قوتِ برداشت اور تمہارے صبر کا امتحان لے رہا ہے! یہ وہ نکتہ ہے جس سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں، لہٰذا وہ سفرِ حج میں قدم قدم پر لوگوں سے اُلجھتے اور

جھگڑتے رہتے ہیں، یوں بعض اوقات دنیا و آخرت کا شدید نقصان اُٹھاتے ہیں۔اس نقصانِ عظیم سے بچنے کی بہترین تدبیر یہی ہے کہ ہر مسلمان کے بارے میں یہی خطرہ محسوس کرتے رہیں کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہے جو تاجر یا سائل یا مزدور کے بھیس میں ہے! لہٰذا اس سے سنبھل کر بات چیت کریں، جتنا ممکن ہو اس کو راضی رکھنے کی کوشش کریں اور ہرگز ہرگز کسی تلخ کلامی یا سخت گوئی کی نوبت نہ آنے دیں کہ اسی میں سلامتی ہے۔(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص385)

واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا! حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز نبی تھے جو بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے۔لیکن افسوس! آج مہمان نوازی کے حوالے سے مسلمانوں کے دل اور ان کے دستر خوان دونوں سکڑتے جارہے ہیں، مثلاً بعض لوگ مہمان آنے پر خوش ہونے اور اس کی مہمان نوازی کرنے کے بجائے ٹینشن میں آجاتے اور مہمان کو زحمت سمجھتے ہیں۔بعض لوگ مہمان کے آنے پر مال دار ہونے کے باوجود اس طرح کی باتیں بناتے ہیں مثلاً کم بخت کہاں سے ٹپک پڑا، اسے ہمارے گھر ہی آنا تھا، یہ آیا ہے تو کھانا کھائے بغیر جانے والا نہیں، اس کے لئے فلاں فلاں چیزوں کا اہتمام کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے کافی خرچہ ہوجائے گا، اگر ایسا نہ کیا تو سارے خاندان میں ہمیں بدنام کروادے گا۔بعض لوگ حیثیت کے باوُجود مہمان کو باسی کھانا کھلا دیتے ہیں، بعض لوگ مہمان کے بچوں کو ڈانٹتے یا مہمان کے سامنے ایسی ایسی حرکتیں یا باتیں کرتے ہیں کہ بے چارہ دوبارہ اس گھر میں قدم رکھنا بھی گوارا

نہیں کرتا۔

یادرکھئے!مہمان نوازی کرنا آدابِ اسلام،انبیائے کرام علیہ الصلوۃ والسلام اور نیک بندوں کی عادت ہے۔(شرح نووی،باب الحث علی اکرام،،،الخ،2/18)

حدیثوں میں مہمان نوازی کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔آیئے!اس ضمن میں 3 فرامینِ مصطفے سُنتے ہیں:

مہمان نوازی کے فضائل

(1)مہمان اپنارِزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کر جاتا ہے۔

(کشف الخفاء،حرف الضاد المعجمۃ،2/33،حدیث:1641)

(2)جو شخص اللہ پاک اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے،وہ مہمان کا اکرام کرے،ایک دن رات اس کا جائزہ ہے(یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے،اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا تیار کرائے)اور ضیافت تین دن ہے(یعنی ایک دن کے بعد جو موجود ہو وہ پیش کرے)اور تین دن کے بعد صدقہ ہے۔مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حَرَج میں ڈال دے۔

(بخاری،کتاب الادب،باب اکرام الضیف وخدمتہ ایّاہ بنفسہ،4/136،حدیث:6135)

(3)جس گھر میں کھانا کھایا جائے اس میں خیر وبَرَکت اس تیزی سے آتی ہے جتنی تیزی سے چُھری اُونٹ کی کوہان تک پہنچتی ہے۔(ابن ماجہ،کتاب الاطعمۃ،باب:الضیافۃ،4/51،حدیث:3356)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:یعنی جس گھر میں مہمان،

زائرین، ملاقاتی لوگ کھانا کھاتے رہیں وہاں برکت رہتی ہے ورنہ خود گھر والے تو ہر گھر میں ہی کھاتے ہیں۔(مزید فرماتے ہیں:)اُونٹ کی کوہان میں ہڈی نہیں ہوتی چربی ہی ہوتی ہے اسے چُھری بہت ہی جلد کاٹتی ہے اور اس کی تہ تک پہنچ جاتی ہے اس لئے اس سے تشبیہ دی گئی یعنی ایسے گھر میں خیر وبرکت بہت جلد پہنچتی ہے۔

(مراٰۃ المناجیح،6/67)

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

تختِ بلقیس

جنوری 2018 کے ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفحہ 4 اور 5 پر لکھا ہے: ہُدہُد پرندہ ایک موقع پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار سے غائب تھا۔جب واپس آیا تو اُس نے اپنی عدمِ موجودگی کا سبب بیان کیا کہ وہ ملکِ سبا گیا ہوا تھا اور پھر اُس نے وہاں کے لوگوں کے حالات بیان کئے کہ وہ سورج کے پجاری ہیں اور اُن کی ملکہ "بلقیس" کے پاس ایک عظیمُ الشان تخت ہے۔اِس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد کی سچائی جانچنے کے لئے اور ملکہ بلقیس کو اپنی اِطاعت قبول کرنے کے مُتعلّق ایک خط لکھا۔ملکہ نے وزیروں سے مُشاوَرت کے بعد آپ کو بہت سے تحائف بھیجے تاکہ معلوم ہو کہ آپ بادشاہ ہیں یا اللہ پاک کے نبی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نبوت کی سچائی پر دلیل دکھانے کے لئے ملکہ کا تخت اس کی آمد سے پہلے منگوانے کا ارادہ کیا اور خود ملکہ کی اپنی ذہانت کا امتحان بھی مقصود تھا کہ اپنے تخت کو کچھ تبدیلی کے بعد بھی وہ پہچانتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ حضرت

سلیمان علیہ السلام نے تخت منگوا کر اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کروا دی تھیں۔ بہر حال تخت منگوانے کے لئے آپ نے فرمایا: اے درباریو! تم میں سے کون ہے جو ان لوگوں کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے؟ یہ سُن کر ایک بڑا طاقتور جن بولا: میں وہ تخت آپ کی خدمت میں آپ کے اِس مقام سے کھڑا ہونے سے پہلے حاضر کردوں گا، میں بڑی قوت والا اور دیانت دار ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں۔ اس پر آپ کے ایک وزیر آصف بن بَرخیا رضی اللہ عنہ (جو کتاب کا علم جانتے تھے) نے عرض کی: میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ پھر یوں ہی ہوا کہ انہوں نے اسمِ اعظم کی بَرَکت سے اُس تخت کو چند لمحوں میں دربار میں پیش کردیا۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں کلماتِ شکر ادا کئے اور لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: یہ میرے رب کا فضل ہے جو اُس نے اِس لئے کیا ہے کہ مجھے آزمائے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔

اس واقعے کو اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں پارہ 19 سورۃ النمل کی آیت نمبر 20

تا44 میں بیان فرمایا ہے:

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ

(پ ۱۹، النمل:۳۸ـ۴۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے جو اُن کے میرے پاس فرمانبردار ہوکر آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کی خدمت میں آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کردوں گا اور میں بیشک اس پر قوت رکھنے والا امانتدار ہوں اُس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔

اس واقعے میں عِلم کے بہت سے قیمتی موتی ہیں:(1) جنات کا وُجود قرآنِ کریم سے ثابِت ہے اور یہ انسانوں سے ہٹ کر اللہ پاک کی ایک جداگانہ مخلوق ہے۔ یادرکھیے! جنات کے وُجود کا اِنکار کفر ہے۔(2) حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت جنات پر بھی جاری تھی۔(3) جنات کو عام انسانوں سے بڑھ کر تَصَرُّفات کی طاقت حاصل ہے۔(4) عِلم و فضل والے مسلمان عطائے خداوندی سے جنات سے بڑھ کر طاقت و قوت و اختیار و تَصَرُّف و عِلم رکھتے ہیں۔(5) کتاب کا عِلم رکھنے والے سے یہاں مُراد حضرت آصف بن بَرخیا رضی اللہ عنہ تھے، یہی قول زیادہ صحیح ہے اور جمہور مفسرین کا اِسی پر اِتّفاق ہے۔(تفسیر نسفی، پ19، النمل، تحت الآیۃ:40، ص847)(6) کتاب کے عِلم سے مراد لَوحِ محفوظ اور اِسمِ اعظم کا عِلم ہے۔ (7) صحیح مقصد کے لئے اپنے عِلم و فضل کے اِظہار و

بیان میں حَرَج نہیں، جیسے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہُ عنہ نے اپنی طاقت و قوت و عِلْم کا بیان کیا اور عَمَلی طور پر دکھایا بھی۔(8)اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہِ علیہم کی کرامات حق، عقلی طور پر ممکن اور نقلی دلائل سے ثابت ہیں۔ عقلی طور پر ممکن اس لئے ہے کہ ولی کی کرامت دَر حقیقت اللہ پاک کی قدرت سے ہوتی ہے اور اللہ پاک ہر چیز پر قادِر ہے۔یہ الگ بات ہے کہ ہم کرامات سے مُتَعَلِّق قوانینِ قدرت کی تفصیل سے واقِف نہیں لیکن ہماری عدمِ واقفیت کسی ممکن و موجود چیز کو ناممکن و غیر موجود نہیں کر سکتی، جیسے آج سے ہزار(1000)سال پہلے پیدا ہونے والا شخص ہوائی جہاز کے اُڑنے کو نہیں سمجھ سکتا تھا بلکہ آج ہی کے زمانے میں اگر کوئی شخص غاروں میں پیدا ہوا ہو اور اس نے کبھی جہاز اُڑتے نہ دیکھا ہو تو وہ اِس بات کا انکار کر دے گا کہ لاکھوں ٹَن وزنی لوہے کی چیز ہوا میں اُڑ سکتی ہے، لیکن لازِمی بات ہے کہ کسی کی لاعلمی سے جہاز کا اُڑنا تو ناممکن نہیں ہو جائے گا۔ کراماتِ اولیا کی حقانیت تمام اولیائے کرام، بڑے عُلَما وفُقہائے کرام اور مُحدِّثین کا مذہب ہے، نیز اہلِ سُنَّت کے جمہور مُحقِّق آئمہ کے نزدیک صحیح و راجح قول یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃُ والسلام کا معجزہ ہو سکتی ہے،وہ اولیائے کرام رحمۃ اللہِ علیہم سے کرامت کے طور پر ممکن ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے نبوت والا چیلنج کرنا مقصود نہ ہو۔ معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی سے۔ اولیائے کرام رحمۃ اللہِ علیہم سے کرامات ثابت ہونے پر قرآنِ پاک اور بکثرت احادیثِ

مبارَکہ میں دلائل موجود ہیں۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسمی پھل آنا، کھجور کا سوکھا تنا ہلانے سے اُن پر پکی ہوئی عمدہ اور تازہ کھجوریں گرنا، اصحابِ کہف رضی اللہ عنہم کا غار میں سینکڑوں سال تک سوئے رہنا اور آصف بن بَرخیا رضی اللہ عنہ کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت لانا یہ سب واقعات قرآنِ پاک میں موجود ہیں اور کراماتِ اولیاء کی روشن دلیل ہیں۔ یونہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بے شمار کرامتوں کا ظہور احادیث میں موجود ہے جو کرامات کے ثبوت کی واضح دلیل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عظیم الشان تخت کے دور دراز کے علاقے سے چند لمحوں میں پہنچنے کے عظیم واقعے پر فوراً اِس کمال کو اللہ پاک کی رَحمت کی طرف منسوب کیا کہ یہ میرے ربِّ کریم کا فضل ہے۔ یہی انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام و صالحین (نیک بندوں) کی سُنّت و عادت ہے اور یہی حکمِ خداوندی ہے کیونکہ بندے کو اپنی کسی خوبی و کمال پر خود پسندی کا شکار نہیں ہونا چاہیے، یہ خود ایک مذموم صفت ہونے کے ساتھ دیگر کئی خرابیوں کی بنیاد ہے، اِس سے تکبُّر پیدا ہوتا ہے، آدمی اپنے گناہوں کو بھولنے اور خامیوں کو نظر انداز کرنے لگتا ہے جس سے اِصلاح کی اُمید کم ہو جاتی ہے، یونہی خود پسند آدمی اپنی عبادات اور نیک اعمال کو یاد رکھتا اور اُن پر اِتراتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اللہ پاک سے غافل ہو جاتا ہے اور اُس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف، اِخلاص سے دور، دوسروں سے تعریف کا طالِب ہو کر ریاکاری کی تباہ کاری میں جا پڑتا ہے الامان والحفیظ۔ قرآنِ کریم، حدیث اور تاریخ میں انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور سلف صالحین کے حالات و واقعات پڑھیں تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

وہ اپنے کمالات و فضائل کو عطائے خداوندی قرار دیتے تھے اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہِ علیہم کا معمول تھا کہ کتاب تصنیف فرماتے تو اس میں ہونے والی خطاؤں کو اپنی طرف منسوب کرتے جبکہ غَلَطی اور خطا سے محفوظ رہنے کو اللہ پاک کے فضل کی طرف منسوب کرتے۔اللہ پاک ہمیں قرآنِ کریم کے عُلوم و اَنوار سے مالا مال فرمائے۔ اٰمین۔

مکتبۃ المدینہ کے اسٹال سے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی بکنگ کروایئے اور وقتاً فوقتاً اس کا مطالعہ کرتے رہئے۔اَلْحمدُلِلّٰہ نیک اعمال کے رسالے میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے،چنانچہ

نیک عمل نمبر 12 ہے:کیا آج آپ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یا مکتبۃ المدینہ کی کسی کتاب یا رسالے یا"ماہنامہ فیضانِ مدینہ"کو کم از کم 12 منٹ پڑھا یا سُنا؟

اللہ کریم ہمیں اس نیک عمل کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

شعبہ مَدَنی مذاکرہ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے چند دلچسپ قرآنی واقعات سُنے۔اَلْحمدُلِلّٰہ اسی طرح کے دلچسپ واقعات ہمارے مرشدِ کریم امیرِ اَہلِ سُنَّت دامت برکاتہم العالیہ اپنے مَدَنی مذاکروں میں وقتاً فوقتاً بیان فرماتے رہتے ہیں،لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھی ان مَدَنی مذاکروں میں بذریعہ مَدَنی چینل شرکت کرکے اپنے عِلْم میں اضافے کا سامان کریں۔اَلْحمدُلِلّٰہ امیرِ اہلِ سُنَّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس

عطار قادِری دامت برکاتہم العالیہ نے ”عِلْم بے شُمار خزانوں کا مجموعہ ہے، جن کے حُصُول کا ذریعہ سُوال ہے“ کے قَول کو عملی جامہ پہناتے ہوئے سُوال وجواب کا ایک سِلسِلہ شُروع فرمایا ہے، جسے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں ”مَدَنی مُذاکرہ“ کہا جاتا ہے۔ عاشِقانِ رسول مَدَنی مُذاکروں میں عقائد و اَعمال، فضائل و مَناقِب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طب، اَخلاقیات و اسلامی معلومات، معاشی و مُعاشرتی و تنظیمی مُعاملات اور دیگر بہت سے موضوعات (Topics) کے بارے میں مختلف سُوالات کرتے ہیں اور امیرِ اَہلِ سُنَّت دامت برکاتہم العالیہ اُنہیں حکمت سے بھرپور اور عشقِ رسول میں ڈُوبے ہوئے جوابات سے نَوازتے ہیں۔ اَلحمدُ لِلّٰہ ”شعبہ مَدَنی مذاکرہ“ کے تحت امیر اَہلِ سُنَّت دامت برکاتہم العالیہ کے اِن عطا کردہ دِلچسپ اور عِلْم و حکمت سے بھرپور نکات سے معمور اِن مَدَنی مذاکروں کو تحریری رِسالوں اور میموری کارڈز (Memory Cards) کی صورت میں پیش کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اللہ کریم شعبہ مَدَنی مذاکرہ کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

تفسیر سننے سنانے کا حلقہ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! قرآنی واقعات کا مطالعہ کرنے اور قرآن شریف کو سمجھ کر پڑھنے اور فکرِ آخرت حاصل کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم کسی اچھے ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہے، لہٰذا آپ بھی اس دینی ماحول سے وابستہ

ہو کر ذیلی حلقے کے 12 دینی کاموں میں مشغول ہو جائیں۔ ذیلی حلقے کے 12 دینی کاموں میں سے روزانہ کا ایک دینی کام **"تفسیر سننے سنانے کا حلقہ"** بھی ہے، **"بعدِ فجر تفسیرِ قرآن کے حلقے"** میں 3 آیاتِ قرآنی کی تلاوت مع ترجمۂ قرآن کنزُ الایمان و تفسیر خزائنُ العرفان، تفسیر نورُالعرفان، یا تفسیر صراطُ الجنان، درسِ فیضانِ سُنّت (4 صفحات) اور آخر میں شَجَرہ قادِریہ، رَضَویہ، ضیائیہ، عطاریہ بھی پڑھا اور سُنا جاتا ہے، اس کے بعد شجرے کے کچھ نہ کچھ اَوْراد ووظائف اور اِشراق و چاشت کے نوافل پڑھنے کا معمول بھی ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! تفسیر قرآن کے حلقے کی بَرَکت سے مسجِد میں بیٹھنے کا ثَواب حاصِل ہوتا ہے۔☆بعدِ فجر تفسیر قرآن کے حلقے کی بَرَکت سے تِلاوتِ قُرآن کرنے اور سُنّنے کا شَرَف حاصِل ہوتا ہے۔☆بعدِ فجر تفسیر قرآن کا حلقہ قُرآنِ کریم کو ترجمہ و تفسیر کے ساتھ سمجھنے کا بہترین ذَرِیعہ ہے۔☆بعدِ فجر تفسیر قرآن کے حلقے کی بَرَکت سے نیک اعمال پر عمل ہوتا ہے۔☆ بعدِ فجر تفسیر قرآن کے حلقے کی بَرَکت سے اِشراق و چاشت کے نوافِل پڑھنے کا موقع مِلتا ہے۔☆بعدِ فجر تفسیر قرآن کے حلقے میں بُزرُگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ذِکرِ خَیر پر مُشْتَمِل شَجَرہ شریف پڑھنے سُنّنے کا شَرَف حاصِل ہوتا ہے اور بُزرُگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا تذکرہ کرنا باعثِ رَحمت ہے، چُنانچہ حضرت سُفْیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نیک لوگوں کے ذِکر کے وَقْت رحمت اُترتی ہے۔(حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء، ۷/۳۳۵، رقم: ۱۰۷۵۰)

تفسیر صراط الجنان ایپ:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کے شعبے آئی ٹی

ڈیپارٹمنٹ نے "تفسیر صراط الجنان" کی Application تیار کرلی ہے جو کہ پلے اسٹور سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے اس ایپ کے ذریعے آپ "تفسیر صراط الجنان" کو جب چاہیں اپنے موبائل میں بآسانی پڑھ سکتے ہیں اس ایپ میں آپ کو ملیں گے کئی مفید آپشن:

جیسے۔۔ قرآن پاک کو تفسیر کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔☆قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔☆قرآن پاک کو بغیر ترجمہ و تفسیر کے تلاوت کرسکتے ہیں۔ ☆قرآن مجید مختلف قاری صاحبان کی آواز میں سن سکتے ہیں۔☆قرآن پاک کی کسی بھی آیت کو سرچ کرسکتے ہیں۔☆کسی بھی آیت کا ترجمہ سرچ کرسکتے ہیں۔☆کسی بھی آیت کی تفسیر سرچ کرسکتے ہیں۔☆کوئی بھی آیت / سورۃ بک مارک کرسکتے ہیں۔ ☆اور دیگر کئی سہولیات۔۔۔۔اسے پلے اسٹور سے ابھی ڈاؤن لوڈ کیجیے اور اللہ پاک کے مبارک کلام کی برکتیں حاصل کیجیے۔

*ثواب کی نیت سے آگے بھیج دیجئے۔۔۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

تلاوت کے آداب

اے عاشقانِ رسول! آیئے! تلاوت کرنے کے چند آداب سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔پہلے 2 فرامین مُصْطَفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ملاحظہ کیجئے:(1)فرمایا: قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا ہو کر آئے گا۔(مسلم،کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا،باب فضل قراءۃ القرآن و سورۃ البقرۃ،ص 314،

حدیث:1874)(2)فرمایا:میری اُمَّت کی افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔(شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن،فصل فی ادمان تلاوته،دون اللفظ "تلاوة" 354/2،حدیث:2022)☆قرآن پاک کو اچھی آواز سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا سُنّت ہے۔(احیاء العلوم،1/843)☆مُستَحَب یہ ہے کہ باوُضو قبلہ کی جانب رُخ کرکے اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے۔

(بہارِ شریعت،1/550،حصہ:3)

﴾اعلان:﴿

تلاوت کی بقیہ سُنّتیں و آداب تربیتی حلقوں میں بیان کیے جائیں گے لہٰذا ان آداب کو جاننے کیلئے تربیتی حلقوں میں ضرور شرکت کیجئے۔

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں پڑھے جانے والے 6 دُرودِ پاک اور 2 دُعائیں۔

﴾1﴿ شبِ جُمعہ کا دُرُود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

بُزرگوں نے فرمایا:جو شخص ہر شبِ جُمعہ (جُمعہ اور جُمعرات کی دَرمیانی رات) اِس دُرُود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا مَوت کے وَقت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زِیارت کرے گا اور قَبر میں داخل ہوتے وَقت بھی، یہاں تک کہ

وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُسے قَبْر میں اپنے رَحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔(1)

﴿2﴾ تمام گُناہ مُعاف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شَخْص یہ دُرُودِ پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اُس کے گُناہ مُعاف کردیئے جائیں گے۔(2)

﴿3﴾ رَحمت کے ستّر (70) دروازے

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

جو یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہے اُس پر رَحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(3)

﴿4﴾ چھ (6) لاکھ دُرُود شریف کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہ

حضرت اَحْمد صاوِی رحمۃ اللہ علیہ بَعْض بُزرگوں سے نَقْل کرتے ہیں: اِس دُرُود شریف کو ایک بار پڑھنے سے چھ (6) لاکھ دُرُود شریف پڑھنے کا ثواب حاصِل ہوتا

---

[1]... افضل الصلوات علی سید السادات، الصلاۃ السادسۃ والخمسون، ص 151 ملخصًا

[2]... افضل الصلوات علی سید السادات، الصلاۃ الحادیۃ عشرۃ، ص 65

[3]... القول البدیع، الباب الثانی، ص 277

ہے۔[1]

﴿5﴾ قُربِ مُصْطَفٰے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

ایک دن ایک شَخْص آیا تو حُضُورِ اَنْور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُسے اپنے اور صِدِّیْقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان بِٹھالیا۔ اِس سے صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تَعَجُّب ہوا کہ یہ کون ذِی مَرتبہ ہے! جب وہ چلا گیا تو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ جب مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو یوں پڑھتا ہے۔[2]

﴿6﴾ دُرُودِ شَفاعت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو شَخْص یوں دُرُودِ پاک پڑھے، اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔[3]

﴿1﴾ ایک ہزار دن کی نیکیاں

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے رِوایت ہے: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے

1...افضل الصلوات علی سید السادات، الصلاۃ الثانیۃ والخمسون، ص149

2...القول البدیع، الباب الاول، ص125

3...الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، 2/329، حدیث:30

فرمایا:اس کو پڑھنے والے کے لئے ستّر فِرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔[1]

﴿2﴾ گویا شَبِ قَدْر حاصل کرلی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

(خُدائے حَلیم وکریم کے سِوا کوئی عِبادت کے لائِق نہیں،اللہ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا پَروَردگار ہے۔)

فرمانِ مُصطَفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: جس نے اس دُعا کو 3 مرتبہ پڑھا تو گویا اُس نے شَبِ قَدْر حاصل کرلی۔[2]

ہفتہ وار اجتماع کے حلقوں کا شیڈول (بیرون ملک)،10 جون 2020ء

(1):سنّتیں اورآداب سیکھنا:5منٹ،(2):دعا یاد کرنا:5منٹ،(3):جائزہ:5منٹ،کُل دورانیہ 15منٹ

تلاوت کے بقیہ آداب

☆تلاوت کے شروع میں ''اَعُوْذُ'' پڑھنا مُسْتَحَب ہے اور سورت کی اِبتداء میں ''بِسْمِ اللّٰه'' پڑھنا سُنّت ہے ورنہ مُسْتَحَب ہے۔(صراط الجنان،1/21)☆قرآنِ کریم دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔(صراط الجنان،1/21)☆قرآنِ پاک دیکھ کر تلاوت

---

[1] ... مجمع الزوائد،کتاب الادعیۃ،باب فی کیفیۃ الصلاۃ...الخ،10/254،حدیث:17305

[2] ... تاریخ ابنِ عساکر،۱۹/۱۵۵،حدیث:۴۴۱۵

کرنے پر دو ہزار(2000)نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور زبانی(بغیر دیکھے)پڑھنے پر ایک ہزار (1000)۔(کنزالعمال،کتاب الاذکار،قسم الاقوال،الباب فی تلاوۃالقرآن الخ،رقم:2301، 1/260 ملخصًا)

☆قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت رونا مُستَحَب ہے۔(صراط الجنان،5/526)☆جب بلند آواز سے قرآنِ کریم پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے،جب کہ وہ لوگ قرآنِ کریم سُننے کی غرض سے حاضر ہوں ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ باقی لوگ اپنے کام میں مصروف ہوں۔(صراط الجنان،1/22)☆سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے۔اگر چند لوگ پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔(صراط الجنان، 1/22)☆تین(3)دن سے کم میں قرآن کریم ختم نہ کرے بلکہ کم از کم تین(3)دن یا سات(7)دن یا چالیس(40)دن میں قرآن کریم ختم کرے تاکہ معانی و مطالب کو سمجھ کر تلاوت کرے۔(عجائب القرآن مع غرائب القرآن،ص238)☆ترتیل کے ساتھ اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرے۔(عجائب القرآن مع غرائب القرآن،ص238)☆تلاوت کے لئے سب سے افضل وَقت سال بھر میں رَمَضان شریف کے آخری دس(10)ایام اور ذُوالحجہ کے ابتدائی دس(10)دن ہیں۔(عجائب القرآن مع غرائب القرآن،ص239)

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہُ علٰی محمد!

☆قوت ورزق کی دُعا

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کے شیڈول کے مطابق"قوت ورزق کی دعا"یاد کروائی جائے گی۔وہ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی ضَعِیفٌ فَقَوِّنِی،وَاِنِّی ذَلِیلٌ فَاَعِزَّنِی،وَاِنِّی فَقِیرٌ فَارْزُقْنِی

ترجمہ: اے اللہ کریم! میں کمزور ہوں، تُو مجھے قوی (مضبوط) کردے، بے شک میں بے سر و سامان ہوں تو مجھے عزت دیدے اور میں فقیر ہوں مجھے رزق دیدے۔ (فیضان دعا، ص 311)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

☆اجتماعی جائزے کا طریقہ (72 نیک اعمال)

فرمانِ مُصْطَفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم: (آخرت کے معاملے میں) گھڑی بھر غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (جامع صغیر للسیوطی، ص 365، حدیث: 5897)

آیئے! نیک اعمال کا رسالہ پُر کرنے سے پہلے "اچھی اچھی نیتیں" کر لیجئے۔

(1) رِضائے الٰہی کے لئے خود بھی نیک اعمال کے رِسالے سے اپنا جائزہ لوں گا اور دوسروں کو بھی ترغیب دوں گا۔

(2) جن نیک اعمال پر عمل ہوا اُن پر اللہ پاک کی حمد (یعنی شکر) بجالاؤں گا۔

(3) جن پر عمل نہ ہو سکا اُن پر افسوس اور آئندہ عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

(4) گناہوں سے بچانے والے کسی نیک عمل پر خدانخواستہ عمل نہ ہوا تو توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کروں گا۔

(5) بلاضرورت اپنی نیکیوں (مثلاً فلاں فلاں یا اِتنے اتنے نیک اعمال پر عمل ہے) کا اظہار نہیں کروں گا۔

(6) جن نیک اعمال پر بعد میں عمل ہو سکتا ہے (مثلاً آج 313 بار درود شریف نہیں پڑھے) تو بعد میں یا کل عمل کر لوں گا۔

(7) نیک اعمال کا رسالہ پُر کرنے کے اصل مقصد (مثلاً خوفِ خدا، تقویٰ، اخلاقیات کی درستی، دینی کاموں میں ترقی وغیرہ) کو حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔

(8) کل بھی نیک اعمال کا رسالہ پُر کروں گا (یعنی اعمال کا جائزہ لوں گا)۔

(9) رسمی خانہ پُری نہیں بلکہ جائزے کے ساتھ نیک اعمال کا رسالہ پُر کروں گا۔

آج جن جن نیک اعمال پر عمل کی سعادت پائی، نیچے دیئے گئے خانوں میں صحیح (یعنی اُلٹا رائٹ) کا نشان اور عمل نہ ہونے کی صورت میں (0) کا نشان لگایئے۔

توجہ: اپنے ہی رسالے پر نگاہ رکھتے ہوئے جائزہ لیجیے۔

☆اجتماعی جائزے کا طریقہ (72 نیک اعمال)

یومیہ 56 نیک اعمال:

(1) اچھی اچھی نیتیں کیں؟ (2) پانچوں نمازیں جماعت سے ادا کیں؟ (3) گھر، بازار، مارکیٹ وغیرہ جہاں بھی تھے وہاں نمازوں کے اَوقات میں نَماز پڑھنے سے قبل نَماز کی دعوت دی؟ (4) رات میں سورۃُ الملک پڑھ یا سُن لی؟ (5) پانچوں نَمازوں کے بعد کم از کم ایک ایک بار آیۃُ الکُرسی، سُورۃُ الاِخلاص اور تسبیحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پڑھی؟ (6) کنزُ الاِیمان مع خزائنُ العِرفان یا نُورُ العرفان سے کم از کم تین آیات ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھیں یا سُنیں؟ یا صِراطُ الجنان سے کم و بیش دو صفحات پڑھ یا سُن لئے؟ (7) شَجرے کے کچھ نہ کچھ اَوراد پڑھے؟ (8) کم از کم 313 بار دُرُود شریف پڑھا؟ (9) آنکھوں کو گناہوں (یعنی بد نِگاہی، فلمیں ڈرامے، موبائل پر گندی تصاویر اور ویڈیوز، نامحرم عورتوں اور کزنز وغیرہ کو دیکھنے) سے بچایا؟ (10) کانوں کو گناہوں یعنی غیبت، گانے باجوں، بُری اور گندی باتوں، موبائل کی میوزیکل ٹیون، کالر ٹیون وغیرہ وغیرہ سُننے سے بچایا؟ (11) راستے میں چلتے ہوئے یا کار یا بس وغیرہ میں سَفَر کے دوران خود کو فضول نِگاہی سے بچاتے ہوئے کیا آج آپ نے نِگاہیں نیچی رکھیں؟ اور بلاضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے سے اپنے آپ کو بچایا؟ (12) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یا مکتبۃ المدینہ کی کسی کتاب یا رِسالے یا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو کم از کم 12 منٹ پڑھا یا سُنا؟ (13) بات چیت، فون پر گفتگو اور کام کاج موقوف کر کے اَذان و اِقامت کا جواب دیا؟ (14) (گھر میں یا باہر) کسی پر غصّہ آجانے کی صورت میں چُپ رہ کر غُصّے کا عِلاج فرمایا یا بول پڑے؟ (15) اپنے اَعمال کا جائزہ لیتے ہوئے نیک اعمال کے رِسالے کے خانے پُر کئے؟ (16) "مَرکزی مجلسِ شوریٰ" کے اُصولوں کے مطابق اپنے نگران کی اِطاعت کی؟ (17) گھر اور باہر ہر چھوٹے بڑے سے اچّھے انداز سے یعنی آپ جناب اور جی جی کہہ کر گفتگو کی؟ (18) مَدرسۃُ المدینہ (بالِغان) میں قرآنِ کریم پڑھا، یا پڑھایا؟ (19) عِشا کی جماعت سے دو گھنٹے کے اندر اندر سونے کی کوشش کی؟ (20) دعوتِ اِسلامی کے دینی کاموں کو اپنے نگران کے دیئے ہوئے شیڈول کے مطابق کم از کم دو گھنٹے دیئے؟ (21) صدائے مدینہ لگائی؟ (22) اپنے گھر کے جَھروکوں (یعنی باہر دیکھنے کے لئے رکھی گئی کھڑکیوں) سے (بِلاضرورت) باہر نیز کسی اور کے دروازوں وغیرہ سے اُن کے گھروں کے اندر جھانکنے سے بچنے کی کوشش کی؟ (23) آپ کے ہاں گھر درس ہوا؟ یا کسی عُذر کی صورت میں آپ کی غیر موجودگی میں گھر درس کا سلسلہ ہوا؟ (24) کم از کم ایک مَدَنی درس (مسجد، دُکان، بازار وغیرہ جہاں سہولت ہو) دیا، یا سُنا؟ (25) سُنّت کے مطابق لباس (جو لیڈیز کلر مثلاً شوخ یعنی تیز رنگ یا چمکیلا نہ ہو یا ایسے رنگ کا بھی نہ ہو جو شرعاً منع ہے وہ) پہنا؟ (26) کیا آپ کا زُلفیں رکھنے کی سُنّت پر عمل ہے؟ (27) داڑھی منڈوانے یا ایک مُشت سے گھٹانے کا گناہ تو نہیں کیا؟ (28) گناہ ہو جانے کی صورت میں فوراً توبہ کی؟ (29) سُنّت کے مُطابق کھانا کھایا اور کھانے سے پہلے اور بعد کی دُعائیں پڑھیں؟ (30) گھر، دفتر، بس، ٹرین وغیرہ میں آتے جاتے اور گلیوں سے گزرتے ہوئے راہ میں کھڑے یا

بیٹھے ہوئے مسلمانوں کو سلام کیا؟ (31) اِن سُنّتوں پر کچھ نہ کچھ عمل کیا؟(مسواک،گھر میں آناجانا،سوناجاگنا،قبلہ رُخ بیٹھناوغیرہ)؟(32)ظہر کی چارسُنّتِ قَبلِیہ فرض سے پہلے ادا کیں؟(33) تَہجُّد کی نماز پڑھی؟یارات نہ سونے کی صورت میں صلوٰۃُاللیل ادا کی؟(34)اوّابین یااِشراق وچاشت کے نوافل پڑھے؟(35)کیاآج آپ نے عصریا عشاکی سُنّتِ قَبلِیہ پڑھیں؟(36)اِنفِرادی کوشش کے ذریعے دعوتِ اسلامی کے 12 دینی کام میں سے کم ازکم ایک دینی کام کی ترغیب دِلائی؟(37) دوسروں سے مانگ کر کوئی چیز(مثلاً چپّل،چادر،موبائل فون،چارجر،گاڑی وغیرہ وغیرہ) اِستِعمال تونہیں کی؟(38)جھوٹ بولنے،غیبت وچُغلی کرنے / سُننے سے بچے؟(39)کچھ نہ کچھ وقت کے لئے ”مَدَنی چینل“ دیکھا؟(40)کسی ایک یاچند سے دُنیوی طور پر ذاتی دوستی ہے؟(41)قرض ہونے کی صُورت میں (ادائیگی کی طاقت کے باوُجود)قرض خواہ کی اِجازت کے بغیر قرض ادا کرنے میں تاخیر تونہیں کی؟نیز کسی سے عاریتاً (یعنیTemporary)لی ہوئی چیز ضرورت پوری ہونے پر طے کئے ہوئے وقت کے اندر واپس کردی؟(42)عاجزی کے ایسے الفاظ جن کی تائید دل نہ کرے بول کرنِفاق وریاکاری کاجُرم تونہیں کیا؟مثلاًلوگوں کے دل میں اپنی عزّت بنانے کے لئے اس طرح کہنا:”میں حقیر ہوں،کمینہ ہوں“جبکہ دل میں ایسا نہ سمجھتا ہو۔(43) صفائی سُتھرائی کے عادی اور سلیقہ مند ہیں؟(44)کسی مُسلمان کاعیب ظاہِر ہوجانے پر(بلامصلحتِ شرعی)اُس کاعیب کسی اورپر ظاہِر تو نہیں کیا؟(45)تفسیر سننے سنانے کاحلقہ لگایا،یاشرکت کی؟(46)ہر جائزوعزّت والے کام سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھی؟(47)چوک درس دیا،یاسُنا؟(48)اپنے والدین اور پیرومُرشِد کے لئے دُعائے مغفرت اور کچھ نہ کچھ ایصالِ ثواب کیا؟(49)مسجد،گھر،آفس وغیرہ میں اِسراف سے بچنے کی کوشش کی؟(50)ٹریفک قوانین کی پابندی کی؟(51) کسی اِسلامی بھائی(خصوصاذِمّے دار)سے مَعَاذَ اللہ کوئی بُرائی صادِر ہوجائے اور اِصلاح کی ضرورت ہو تو تحریری طور پر،یامِل کر،براہِ راست(نرمی سے) سمجھانے کی کوشش فرمائی؟یامَعَاذَ اللہ بلااِجازتِ شرعی کسی اورپراِظہار کرکے غیبت کاگناہِ کبیرہ کربیٹھے؟(52)زبان کوگناہوں (یعنی اِلزام تراشی،دِل آزاری،گالی گلوچ وغیرہ)سے بچایا؟(53)زبان کو فُضول اِستِعمال(یعنی وہ گفتگو جس سے دینی یادُنیاوی فائدہ نہ ہو)سے بچانے کی عادت بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ اِشارے سے گفتگو کی؟(54)(گھر میں اور باہر)مذاق مسخری،طنز،دل آزاری اور قہقہہ لگانے(یعنی کُھل کھلاکرہنسنے)سے بچنے کی کوشش کی؟(55)عمامہ شریف باندھا؟(56)ماں باپ کاادب واِحترام بجالائے؟

قفلِ مدینہ کارکردگی

☆لکھ کر گفتگو12 مرتبہ ☆اشارے سے گفتگو12 مرتبہ ☆نگاہیں گاڑے بغیر گفتگو12 مرتبہ

ہفتہ وار10نیک اعمال

(57)گھر سے اِس ہفتے کسی نہ کسی اِسلامی بہن(مثلاًبہن / بیٹی / والدہ بچوں کی والدہ وغیرہ)کو اِسلامی بہنوں کے اِجتماع میں بھیجا؟(58)ہفتہ وار مَدَنی مُذاکرہ دیکھنے / سُننے کی سعادت حاصل کی؟(59)ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اِجتماع میں اوّل تا آخر(یعنی مغرب تااشراق وچاشت)شرکت کی؟(60)اِس ہفتے یومِ تعطیل اِعتکاف کی سَعادت پائی؟

(61)اِس ہفتے کم از کم کسی ایک مریض یا دُکھیارے کے گھر یا اسپتال جا کر سُنّت کے مطابق عِیادت یا غمخواری یا عزیز کے اِنتِقال پر تعزیت کی؟(62)اِس ہفتے پیر شریف (یارہ جانے کی صُورت میں کسی بھی دن) کا روزہ رکھا؟(63) ہفتہ وار رِسالہ پڑھ یا سُن لیا؟(64)اِس ہفتے کم از کم ایک بار علاقائی دورہ کیا؟(65)اِس ہفتے کم از کم ایک اِسلامی بھائی کو(جو پہلے دینی احول میں تھے، یاپہلے اِجتماع میں آتے تھے مگر اب نہیں آتے) تلاش کر کے اُن کو دینی ماحول سے وابستہ کرنے کی کوشش کی؟(66) ہفتہ وار مَدَنی حلقے میں شرکت کی؟

ماہانہ 3 نیک اعمال

(67) پچھلے اِسلامی مہینے کا نیک اعمال کا رِسالہ فِل یعنی پُر کر کے اپنے نگران و ذِمّہ دار کو جمع کروادیا؟ (68)اِس ماہ آپ نے کم از کم تین دن کے مَدَنی قافلے میں سفر کیا؟(69) اِس ماہ کسی سُنّی عالِم (یاامام مسجد، مؤذِّن، خادم) کی کچھ نہ کچھ مالی خدمت کی؟

سالانہ 1 نیک عمل

(70)اِس سال ٹائم ٹیبل کے مطابق ایک مہینے کے مَدَنی قافلے میں سفر فرمایا؟

زندگی بھر کے 2 نیک اعمال

(71)زِندگی بھر کے نصاب کا مُطالعہ فرمالیا؟(72)زندگی میں یک مُشت (یعنی ایک ساتھ) 12 ماہ اور مختلف کورسز (12 دینی کام کورس، 7 دِن کا اِصلاحِ اَعمال کورس، 7 دِن کا فیضانِ نماز کورس) کی سعادت حاصل کر لی؟

دعائے امیرِ اَہلِ سُنّت

یااللہ پاک! جو کوئی سچے دل سے نیک اعمال پر عمل کرے، روزانہ جائزہ لے کر رسالہ پُر کرے اور ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے ذمہ دار کو جمع کروادیا کرے، اُس کو اِس سے پہلے موت نہ دینا جب تک یہ کلمہ نہ پڑھ لے۔ اٰمین بِجاہِ النّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صلّوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد!